مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

غلام مصطفےٰ ظہیر امن پوری

مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے تہہ بند، شلوار، پائجامہ، قمیص وغیرہ لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر اور اسراف ہے۔ یہ عملِ شنیع متکبرین اور عورتوں سے مشابہت وغیرہ کا موجب ہے، جبکہ اس سے اجتناب واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل : ۱۷/۳۷)

''اور زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ تو آپ زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہیں۔''

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾ (لقمان : ۳۱/۱۸)

''اللہ تعالیٰ متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتے۔''

ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کے بارے میں شدید وعید آئی ہے، جیسا کہ:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بینا رجل یجرّ إزاره ، خسف به ، فهو یتجلجل فی الأرض إلی یوم القیامة))

''(تم سے پہلے لوگوں میں) ایک آدمی تھا، جو تکبر اور غرور کی وجہ سے اپنا تہ بند گھسیٹ کر چلتا تھا (جان بوجھ کر اس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا)، وہ اس وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا، تا قیامت زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔'' (صحیح بخاری : ۵۷۹۰، صحیح مسلم : ۲۰۸۸/۴۹ من حدیث ابی هریرة)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما أسفل من الکعبین من الإزار فی النّار)) ''ٹخنوں کے نیچے جسم کا وہ حصہ جہاں تہ بند پہنچے، وہ آگ میں جلے گا۔'' (صحیح بخاری : ۵۷۸۷)

③ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان سے کلام نہیں کریں گے، نہ ان کی طرف نظر

رحمت سے دیکھیں گے، نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ بات تین بار فرمائی، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! وہ خاسر و خائب لوگ کون ہیں؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((المسبل إزاره، والمنّان، والمنفّق سلعته بالحلف الكاذب)) ''① ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا ② احسان جتلانے والا اور ③ جھوٹی قسم اٹھا کر مال فروخت کرنے والا۔'' (صحیح مسلم : ۱۰۶)

ایک شبہ اور اس کا إزالہ :

وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے، جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے، یعنی وعید اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔''

(التمهيد لابن عبد البر : ۲۴۴/۳، شرح صحيح مسلم للنووی : ۷۱/۱، ۱۹۴/۲۔۱۹۵)

علامہ ابن العربی المالکی رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

لا يجوز لرجل أن يجاوز بثوبه كعبه ويقول : لا أتكبّر فيه ، لأنّ النّهى قد تناوله لفظا وتناول علّته ، ولا يجوز يتناول اللّفظ حكما ، فيقال : إنّى لست ممّن يمتثله ، لأنّ تلك العلّة ليست فىّ ، فإنّه مخالفة للشّريعة ، ودعوى لا تسلم له ، بل من تكبّره يطيل ثوبه وإزاره ، فكذبه معلوم ... ''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور کہے کہ میرا اس میں تکبر کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ کہنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس پر (کپڑا لٹکانے کی) نہی لفظی اعتبار سے شامل ہے اور یہ نہی کی علت، یعنی تکبر کو بھی شامل ہے۔ جب ایک لفظ حکم پر بھی شامل ہو تو آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں اس کا ارتکاب نہیں کرتا، کیونکہ یہ (تکبر والی) علت مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ یہ شریعت کی مخالفت ہے اور ایسا دعویٰ ہے، جسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ اپنے تکبر ہی کی وجہ سے اپنے کپڑے اور تہ بند کو لمبا رکھتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔'' (عارضة الاحوذی لابن العربی : ۲۳۸/۷)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس عبارت کا ماحصل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: الإسبال يستلزم جرّ الثّوب وجرّ الثّوب يستلزم الخيلاء ، ولو لم يقصد اللّابس الخيلاء ....

''کپڑا لٹکانے سے گھسیٹنا لازم آتا ہے اور گھسیٹنے سے تکبر لازم آتا ہے، اگرچہ پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔'' (فتح الباری لابن حجر : ۱۰/۲٦٤)

④ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وارفع إزارک إلی نصف السّاق ، فإن أبیت فإلی الکعبین ، وإیّاک وإسبال الإزار ، فإنّها من المخیلة ، وإنّ اللّٰه لا یحبّ المخیلة ..))

''اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھو، اگر تم اس سے انکاری ہو تو (کم از کم) دونوں ٹخنوں تک رکھو، تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو، یہ تکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔''

(سنن ابی داوٗد ، ٤٠٨٤ ، واللفظ له ، المعجم الکبیر للطبرانی : ٦٣٨٦ ، السنن الکبری للبیهقی : ۲۳٦/۱۰ ، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۲۲) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۸٦/٤) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں: ((وإیّاک وتسبل الإزار ، فإنّها من الخیلاء ، والخیلاء لا یحبّها اللّٰه)) ''ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکانے سے بچو، کیونکہ یہ تکبر ہے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔'' (مسند الامام احمد : ٥/٦٣ ، وصححه ابن حبان (٥٢٢) وقال ابن عساکر : حدیث حسن غریب (معجم الشیوخ لابن عساکر : ١٤٩١) ، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث میں تنصیص وتصریح ہے کہ جان بوجھ کر کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہی تکبر اور عُجب وافتخار کی علامت ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو۔

⑤ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرا گزر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ میری حالت یہ تھی کہ (غیر ارادی طور پر) میری شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبداللہ! اپنی شلوار اوپر کر، میں نے اوپر کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور زیادہ کر، میں نے اور زیادہ کر لی۔ اس کے بعد میں ہمیشہ خیال رکھتا تھا (کہ کہیں شلوار ٹخنے سے نیچے نہ چلی جائے)۔ لوگوں نے پوچھا، شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نصف پنڈلی تک۔'' (صحیح مسلم : ٢٠٨٦)

⑥ ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

((من هذا ؟ فقلت : أنا عبد الله ! فقال : إن كنت عبد الله ، فارفع إزارک))

''یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی ، میں عبداللہ ہوں ، آپ نے فرمایا، اگر تو عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے تو اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کرلے۔'' (مسند الامام احمد : ۲/ ۱٤۷، مسند ابی یعلیٰ : ٥٦٤٤، شعب الایمان للبیھقی : ٦١١٩، وسندهٗ صحیحٌ)

غور فرمائیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی نیت کے بارے میں سوال نہیں کیا کہ کیا آپ نے کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکایا ہے یا ویسے ہی؟ بلکہ جوں ہی دیکھا، کپڑے کو اوپر اٹھانے کا حکم صادر فرما دیا، لہٰذا یہ کہنا کی تکبر کی نیت ہو تو ناجائز ہے، ورنہ نہیں۔ کیا سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حسنِ ظن یہ ہے کہ انہوں نے تکبر کی بنا پر لٹکایا تھا، اس لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے منع فرمایا؟

اصل بات یہ ہے کہ تکبر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ بسا اوقات نہ سمجھی میں یا خود بخود تہبند نیچے ہو جاتا ہے، اس پر یہ وعید نہیں، لیکن جو جانتے بوجھتے اس طرح کرے گا، وہ متکبر ہوگا۔

⑥ سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ایک ثقفی شخص کے پیچھے چل رہے تھے، یہاں تک کہ اس کی طرف لپک (عام چال اور دوڑنے کے درمیان کی چال چل) کر اس کا کپڑا پکڑلیا اور فرمایا: ارفع إزارک (فی روایة الحمیدی : ۸۱۰، واحمد : ١٩٤٠٤، وسندهٗ صحیحٌ : واتّق الله) ''اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کرلیں اور اللہ سے ڈر جائیں۔''

راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی نے اپنے ٹخنوں سے کپڑا اٹھالیا اور عرض کی ، اے اللہ کے رسول! میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں اور گھٹنے ٹکراتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) اس آدمی نے تا وفات اپنا تہبند نصف پنڈلی تک رکھا۔

(مسند الامام احمد : ٤/ ٣٩٠، ح : ١٩٧٠١، وسندهٗ صحیحٌ و رجاله ثقات)

⑦ عبدالرحمٰن بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، میں آپ کو بادلیل جواب دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ((إزار المؤمن إلى أنصاف ساقيه ، لا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين ، ما أسفل من ذلک ففي النّار ، ما أسفل من ذلک ففي النّار ، لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرا)) ''مؤمن کے تہبند کی جگہ نصف پنڈلی

ہے۔نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان رکھے تو کوئی گناہ نہیں۔(تہبند رکھنے کا) جو حصہ اس (ٹخنے) سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جلے گا، (تہبند رکھنے کا) جو حصہ اس (ٹخنے) سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں جلے گا، جس نے تہبند کو تکبر کی وجہ سے (یعنی جان بوجھ کر) ٹخنوں سے نیچے لٹکایا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔'' (موطا الامام مالک : ٩١٤/٢۔٩١٥، السنن الکبرٰی للبیھقی : ٢٤٤/٢، شرح السنة للبغوی : ٣٠٨٠)

اس کی سند ''حسن'' ہے۔اس کے راوی العلاء بن عبدالرحمٰن جمہور کے نزدیک ''صدوق، حسن الحدیث'' ہیں اور صحیح مسلم کے مرکزی راوی ہیں۔

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (٤٨٣/٥) اور امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (٥٤٤٧) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

⑦ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے صحابیٔ رسول سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ ہمیں کوئی ایسی بات بتائیں، جو ہمیں فائدہ دے اور آپ کو نقصان نہ دے۔اس پر انہوں نے کہا:

قال لنا رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : نعم الرّجل خریم الأسدیّ لولا طول جمّته وإسبال إزاره ، فبلغ ذلک خریما ، فعجل ، فأخذ شفرة ، فقطع بها جمّته إلی أذنیه ورفع إزاره إلی أنصاف ساقیه . ''خریم اسدی بھی کیا خوب آدمی ہے اگر اس کے بال (کندھوں تک) لمبے نہ ہوں اور اس کی شلوار ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔یہ بات خریم اسدی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے استرا لیا اور بال کانوں تک کاٹ دیئے اور شلوار نصف پنڈلی تک اٹھا لی۔'' (سنن ابی داوٗد : ٤٠٨٩، مسند الامام احمد : ١٨٠/٤، المستدرک علی الصحیحین للحاکم : ١٨٤/٤، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس کا راوی ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے۔ ان شاء اللّٰه !

⑨ **سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ:**

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک مجوسی یا عیسائی نے وار کر کے زخمی کر دیا اور آپ کا پیٹ چاک ہوگیا۔آپ رضی اللہ عنہ کو نبیذ پلائی گئی، وہ آنتوں کے راستے باہر نکل آئی، دودھ لایا گیا، آپ نے پیا تو

وہ بھی آنتوں کے راستے باہر نکل آیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جان گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ جانبر نہیں ہو سکیں گے۔ لوگ آپ کی تعریف کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان آیا، اس نے کہا، اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، آپ کو صحبتِ رسول کا شرف حاصل ہے، یقیناً آپ جانتے ہیں کہ آپ کو سبقتِ اسلام کا بھی شرف حاصل ہے، آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل وانصاف کے پھریرے لہرا دیئے، اب اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت کے منصب پر فائز کرنے والے ہیں۔ (یہ سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا، میری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لیے برابر ہو جائیں، نہ عذاب ہو نہ ہی ثواب! جب وہ نوجوان واپس پلٹا تو اس کا تہبند زمین پر لگ رہا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن أخي! ارفع ثوبك، فإنّه أنقى لثوبك وأتقى لربّك.

''اے میرے بھتیجے! اپنا کپڑا ٹخنوں سے اوپر اٹھالیں۔ اس میں آپ کے کپڑوں کی صفائی ہے اور تقویٰ کا باعث ہے۔'' (صحیح بخاری: ۳۷۰۰)

معلوم ہوا کہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر قربان جائیے کہ آپ نے وقتِ وفات بھی مخالفتِ سنت کو برداشت نہ کیا، جبکہ آپ اس وقت زخموں سے چُور چُور تھے، خون میں لت پت تھے، زندگی اور موت کی کشمکش میں ایک نوجوان کو تہبند ٹخنے سے اوپر اٹھانا کا کہہ رہے ہیں، ساتھ ساتھ اس کی حکمت بھی عیاں کر دی اور رہتی دنیا تک کے نوجوانوں کو سبق دے دیا کہ ٹخنے ننگے رکھنا ضروری ہے۔ یہ تقویٰ کی بات ہے۔

⑩ مسلم بن یناق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی دیکھا، جو اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا، آپ کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے اپنا نسب بیان کیا، وہ بنولیث سے تھا۔ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے اسے پہچان لیا اور فرمایا کہ میں نے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص تکبر کے ارادہ سے تہبند لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔'' (صحیح مسلم: ۴۵/۲۰۸۵)

⑪ محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی دیکھا، جو اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا، وہ بحرین کا امیر تھا۔ زمین پر پاؤں مار مار کر کہہ رہا تھا کہ امیر آ گیا، امیر آ گیا۔ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص تکبر کی وجہ سے تہبند گھسیٹ کر چلے،

اللہ تعالیٰ اس کی طرف (روزِ قیامت) نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔'' (صحیح مسلم : ۲۰۸۷)

⑫ ابواسحاق السبیعی تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رأیت ناسا من أصحاب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم یأتزرون علی أنصاف سوقهم ، فذکر أسامة بن زید ، وابن عمر ، وزید بن أرقم ، والبراء بن عازب ... ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، جو تہبند نصف پنڈلی پر رکھتے تھے، پھر انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید، ابنِ عمر، زید بن ارقم اور براء بن عازب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا۔''

(مصنف ابن ابی شیبة : ۳۹۲/۸۔۳۹۳، وسندهٗ حسن)

⑬ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو تہبند میں دیکھا، وہ آگے سے اس کا کونہ اپنے پاؤں کی پیٹھ پر رکھتے اور پیچھے سے اٹھا کر رکھتے تھے۔ میں نے کہا، آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح باندھتے تھے۔''

(سنن ابی داوٗد : ۴۰۹۶، وسندهٗ حسنٌ)

کسی صحابی سے جان بوجھ کر ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا ثابت نہیں ہے۔

⑭ محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (صحابہ وتابعین) نصف پنڈلی سے اوپر تہبند اٹھا کر رکھنا ناپسند کرتے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبة : ۳۹۲/۸، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیه نمبر ① : سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کپڑا لٹکاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، میں پتلی پنڈلیوں والا انسان ہوں۔''

(مصنف ابن ابی شیبة : ۳۸۹/۸، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس کی سند کو ''جید'' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس کو اس حالت پر محمول کریں گے کہ وہ جگہ جہاں شلوار رکھنا مستحب ہے، یعنی نصف پنڈلی، اس سے زیادہ لٹکی ہوئی تھی، کیونکہ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے ٹخنوں سے نیچے تہبند کو لٹکایا ہو۔ پنڈلیوں کے باریک ہونے کی علت اسی طرف رہنمائی کرتی ہے۔۔۔'' (فتح الباری : ۲۶۴/۱۰)

تنبیه نمبر ② : سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر اللّٰہ إلیه یوم القیامة ، قال أبو بکر : یا

رسول اللّٰه ! إن أحد شقي إزاري يسترخي إلّا أن أتعاهد ذلک منه ، فقال النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم : لست ممّن یصنعه خیلاء . ''جس نے تکبر کی وجہ سے کپڑا گھسیٹا، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! میرے تہبند کا ایک پہلو لٹک جاتا ہے، ہاں جب میں اس پر محافظت کروں تو نہیں لٹکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکاتے ہیں۔'' (صحیح بخاری : ۵۷۸۴)

ایک روایت میں ہے: فقال أبو بکر : إنّه یسترخي إزاري أحیاناً .

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کبھی کبھار میرا تہبند (غیر ارادی طور پر) خود بخود لٹک جاتا ہے۔''

(مسند الامام احمد : ۲/ ۱۴۷، مسند ابی یعلی : ۵۶۴۴، شعب الایمان للبیہقی : ۶۱۱۹، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ جو تکبر کے ارادے سے لٹکاتا ہے، وہ اس وعید میں داخل ہوگا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان جان بوجھ کر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، خواہ تکبر کا قصد ہو یا نہ ہو، اس کے لیے یہ وعیدِ شدید ہے۔

ہاں! اگر کوئی آدمی کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے، لیکن اس کے باوجود غیر ارادی یا غیر اختیاری طور پر کپڑا نیچے لٹک جاتا ہے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ معذور ہے، جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں پوری پوری محافظت کرتا ہوں تو تہبند نیچے نہیں لٹکتا۔کبھی ذرا سی غفلت کروں تو نیچے لٹک جاتا ہے۔حدیث میں یسترخي کا لفظ بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تہبند خود بخود نیچے لٹک جاتا تھا، وہ بھی کبھی کبھار نہ کہ ہمیشہ۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ قصداً نہیں لٹکاتے تھے۔آپ رضی اللہ عنہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ وعید ہر اس انسان کو شامل ہے، جو تکبر کے ارادے سے لٹکایا ہے یا بغیر تکبر کے ارادے سے۔تب ہی تو یہ سوال کیا تھا کہ غیر ارادی طور پر غفلت کی وجہ سے میرا تہبند لٹک جاتا ہے۔کیا میں بھی اسی وعید میں داخل ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں۔

ہاں! اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ پوچھتے کہ میں خود شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکا کر رکھتا ہوں اور میرا تکبر کا ارادہ نہیں ہوتا، پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیتے تو بات صحیح ہوتی، جبکہ یہاں ایسی کوئی بات نہیں

ہے، لہٰذا یہ حدیث اس بات پر دلالت کُناں ہے کہ جو جان بوجھ کر کپڑا لٹکاتا ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو، وہ اس وعید میں داخل ہے، کیونکہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا بذاتِ خود تکبر ہے۔ اس میں قصد وارادہ کا کوئی عمل دخل نہیں۔

تنبیہ نمبر ③ : سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **يجرّ ردائه ، حتّى دخل المسجد ...**

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔''

(صحیح بخاری : ۱۰۴۰)

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب خواب میں اذان سنی، پھر حالتِ بیداری میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر گھر سے باہر نکلے تو **فخرج يجرّ ردائه ...** ''آپ تہبند گھسیٹتے ہوئے نکلے۔'' (مسند الامام احمد : ۴۳/۴، سنن ابی داوٗد : ۴۹۹، وسندهٗ حسنٌ ومحمد ابن اسحاق موثق عند الجمهور)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۱۵۸)، امام ابنِ خزیمہ (۳۷۱)، امام ابنِ حبان (۱۶۷۹) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصة الاحكام : ۲۷۶/۱) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۷۹) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (نتائج الافكار : ۳۳۸/۱) نے ''حسن صحیح'' قرار دیا ہے۔

یہ اور اس جیسی دوسری احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اوپر والی چادر گھسٹ رہی تھی نہ کہ تہبند، کیونکہ رداء اوپر والی چادر کو کہتے ہیں۔ ورنہ تہبند کو لٹکانے سے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وقتِ وفات بھی منع فرمایا تھا۔

⑮ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **أخذ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم بعضلة ساقي أو بعضلة ساقه ، قال : فقال : الإزار هاهنا ، فإن أبيت فهاهنا ، فإن أبيت فهاهنا ، فإن أبيت فلا حقّ للإزار في الكعبين ...**

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی پکڑ کر فرمایا، تہبند کو یہاں رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو یہاں

رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو یہاں رکھو، اگر آپ انکاری ہیں تو (یاد رکھو) ٹخنے پر تہبند کا کوئی حق نہیں۔''

(مسند الامام احمد : ۳۹۶/۵، و سندهٗ حسنٌ)

اس کا راوی مسلم بن نذیر ''حسن الحدیث'' ہے۔امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لا بأس بحديثه . ''اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔'' (الجرح و التعديل : ۱۹۷/۸)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اسے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۷۸۳) نے اس کی حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔ یہ توثیق ہے۔

یہ حدیث واضح طور پر پتہ دے رہی ہے کہ جان بوجھ کر، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو تو کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکا ہی نہیں سکتے۔

فائدہ نمبر ① : حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''مطلق طور پر ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکانے کے بارے میں جو وعید آتی ہے، اس سے وہ شخص مستثنیٰ ہے، جو ضرورت وعذر کے پیشِ نظر لٹکا تا ہے۔ مثال طور پر ٹخنے پر زخم ہے۔ مکھیاں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ وہ شلوار یا چادر کے علاوہ کوئی دوسری چیز ڈھانپنے کے لیے نہیں پاتا۔ یہ ایسے ہی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو خارش کی وجہ سے ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔'' (فتح الباری : ۲۵۷/۱۰)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح بخاری (۵۸۳۹) اور صحیح مسلم (۲۰۷۶) میں موجود ہے۔

فائدہ نمبر ② : عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ٹخنے ڈھانپ کر رکھیں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، اے اللہ کے رسول! **فكيف يصنع النّساء بذيولهنّ ؟ قال : ترخينه شبراً ، قال : قالت : إذا تنكشف أقدامهنّ ؟ قال : ترخينه ذراعا ، لا يزدن عليه))**

''عورتیں کپڑے کا دامن کہاں رکھیں گی؟ وہ (نصف پنڈلی سے) ایک (درمیانے ہاتھ کی) بالشت (کُن انگلی اور انگوٹھے کے درمیان فاصلہ کے) لٹکا کر رکھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تب تو ان کے پاؤں ننگے ہو جائیں گے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دو بالشت نیچے رکھ سکتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔''

(سنن النسائی : ۵۳۳۸، سنن الترمذی : ۱۷۳۱، وسندهٗ صحیحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔

نیز امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وفی الحدیث رخصة للنّساء فی جرّ الإزار ، لأنّه یکون أستر لهنّ .** ''اس حدیث میں عورتوں کے لیے کپڑا گھسیٹنے کی رخصت ہے، کیونکہ ان کے لیے زیادہ ستر کا باعث ہے۔''

ایک شبه اور اس کا إزاله :

وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے گا، جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے، یعنی یہ وعید صرف اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی بنا پر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔

خوب یاد رہے کہ ایسا بالکل نہیں ہے، ورنہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عورتوں کے کپڑا لٹکانے کے بارے میں استفسار کا کیا معنیٰ؟ بلکہ حدیث سننے کے بعد وہ یہ سمجھ رہی تھیں کہ تکبر کا ارادہ ہو یا نہ ہو، یہ ممانعت عام ہے۔ اس لیے سوال کیا کہ عورتوں کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ ان کو پاؤں ڈھانپنے کے لیے کپڑا لٹکانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تب تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ وہ اس مسئلہ میں مردوں کے حکم سے خارج ہیں۔ عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ٹخنے ڈھانپ کر رکھیں۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، اس لیے نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے کپڑا رکھنا مستحب اور دو بالشت جائز ہے۔ اسی طرح مردوں کے ٹخنے سے نیچے تہہ بند، چادر، پائجامہ، شلوار وغیرہ رکھنا ممنوع و حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُوری کا باعث ہے۔ مرد کے لیے نصف پنڈلی تک کپڑا رکھنا مستحب اور ٹخنے سے اوپر رکھنا جائز ہے۔

فائده نمبر ③ :

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

ما قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم فی الإزار فهو فی القمیص .

''جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند کے بارے میں دیا ہے، وہی قمیص کے بارے میں بھی ہے۔''

(مسند الامام احمد : ۲/۱۱۰، ۱۳۷، سنن ابی داوٗد : ۴۰۹۵، السنن الکبریٰ للبیهقی : ۲/۲۴۴، وسندهٗ صحیحٌ)

مطلب یہ ہے کہ قمیص بازینت اور ستر پوش ہو، ضرورت سے زیادہ لمبی اور کھلی ہوگی تو تکبر میں

شامل ہو جائے گی، جو کہ ممنوع اور حرام ہے۔

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **الإسبال فی الإزار والقمیص والعمامة .**

''اسبال تہبند، قمیص اور پگڑی (سب) میں (ممنوع) ہوتا ہے۔'' (سنن ابی داوٗد : ٤٠٩٤، سنن النسائی : ٥٣٣٤، سنن ابن ماجه : ٣٥٧٦، وسندهٗ صحیحٌ)

اسبال، ارسال اور ارخاء، یہ تینوں ہم معنیٰ ہیں۔ تہبند، قمیص اور پگڑی سب میں اسبال ہوتا ہے۔ شریعت نے ہر ایک کی حدود مقرر کی ہیں۔ تہبند کے حوالے سے مرد کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکائے، اسی طرح قمیص کے بارے میں بھی گزر چکا ہے۔

جہاں تک پگڑی کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں شریعت کی رہنمائی یہ ہے کہ نہ تو اس کے زیادہ بَل ہوں، نہ اس کا کوئی کونہ یا سرا زیادہ لٹکا ہوا ہو۔ اگر ممنوع اسبال کی صورت اختیار کر گئی تو یہ تکبر ہے اور ممنوع ہے۔

❁ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: **کان النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم إذا اعتمّ سدل عمامته بین کتفیه .** ''نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پگڑی باندھتے تو اس کا سرا دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔'' (سنن الترمذی : ١٧٣٦، وسندهٗ حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' کہا ہے۔

اس کا راوی یحییٰ بن محمد المدنی الجاری ''حسن الحدیث'' ہے۔ امام عجلی، امام ابنِ حبان، یحییٰ بن محمد کے شاگرد یحییٰ بن یوسف الزمی نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔ امام ابنِ عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لیس بحدیثه بأس . ''اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اس کے دوسرے راوی عبدالعزیز بن محمد الدراوردی بھی جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہیں۔

❁ سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ آپ نے کالی پگڑی باندھ رکھی تھی، اس کے دونوں کونے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رکھے تھے۔ (صحیح مسلم : ١٣٥٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: **وعمّمه بعمامة بیضاء ، وأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحو ذلک ، وقال : ھکذا یا ابن عوف اعتمّ ! فإنّه أعرب**

وأحسن. ''نبیٔ اکرم ﷺ نے ان (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) کو سفید پگڑی باندھی، چار انگلیوں یا ان کے قریب قریب سر اان کے پیچھے ڈال دیا اور فرمایا، اے (عبدالرحمٰن) ابنِ عوف! اس طرح پگڑی باندھا کرو، کیونکہ یہ زیادہ واضح اور زیادہ خوبصورت ہے۔''

(المستدرك على الصحيحين للحاكم: ٥٤٠/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ سند اس بات پر واضح دلیل ہے کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع ولقاء ثابت ہے۔ **السنّة** شمارہ نمبر ① صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھا گیا تھا کہ ان کا سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے۔ یہ بات مرجوح ہوگئی ہے۔

۞ محمد بن زید العمری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے کالی پگڑی باندھ رکھی تھی، دو بالشت کے برابر اس کا سرا پیچھے ڈالا ہوا تھا۔''

(مصنف ابن ابی شیبة: ٤٢٢/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ نمبر ④: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا، جاؤ وضو کرو۔ وہ گیا اور وضو کیا، پھر (ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکاتا ہوا) آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ اور وضو کرو۔ وہ دوبارہ گیا، وضو کیا، پھر آیا تو ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک باوضو انسان کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ شلوار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ شلوار لٹکانے والے شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے۔'' (مسند الامام احمد: ٦٨/٤، سنن ابی داوٗد: ٦٣٨، ٤٠٨٦، السنن الكبرىٰ للنسائی: ٩٧٠٣، السنن الكبرىٰ للبيهقی: ٢٤١/٢، وسندهٗ حسنٌ، ابو جعفر المدنی المؤذن حسن الحديث، حسن الترمذی حديثه (٣٤٤٨) وصححه ابن حبان (٢٦٩٩)، وهذا توثيق منهما، وروى عنه يحيى بن ابی كثير وقال الامام ابو حاتم الرازی: يحيى بن ابی كثير امام لا يحدث إلا عن ثقة (الجرح والتعديل: ١٤٢/٩)، قال الحافظ النووی (رياض الصالحين: ٧٩٥): رواه ابو داوٗد بإسناد صحيح على شرط مسلم، ووافقه الذهبی (الكبائر ص ١٧٩)، وقال الحافظ الهيثمی (مجمع الزوائد: ١٢٥/٥): رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔اس پر یہ لازم ہے کہ وہ وضو اور نماز لوٹائے۔

صاحب المنهل العذب المورود (۱۲۳/۵) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''ضعیف'' ہے، بالفرض ثابت ہو بھی جائے تو یہ منسوخ ہے، کیونکہ اس کے خلاف اجماع واقع ہو گیا ہے۔

لیکن ان کا اس حدیث کو ''ضعیف'' کہنا صحیح نہیں ہے، ہم نے اس کی سند کا ''حسن'' ہونا بطریقِ احسن واضح کر دیا ہے، نیز اس کی منسوخیت کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ہم اس اجماع سے واقف نہیں ہو سکے، جو اس کے خلاف ہوا ہے، بلکہ اس موہوم اجماع کے خلاف ثابت ہے، جیسا کہ:

مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: **كان يقال : من مسّ إزاره كعبه لم تقبل له صلاة ، قال : وقال ذرّ : من مسّ إزاره الأرض لم تقبل له صلاة .**

''کہا جاتا تھا کہ جس کا تہبند ٹخنے کو چھو جائے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، (حصین بن عبدالرحمٰن السلمی تابعی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ ذر (بن عبداللہ الہمدانی) نے کہا، جس کا تہبند زمین کو چھوئے، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (مصنف ابن ابی شیبة : ۳۸۸/۸، وسندهٗ صحیحٌ)

لہٰذا اجماع کا یہ دعویٰ باطل ہوا۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: **ووجه هذا الحديث ـ والله أعلم ـ أنّ إسبال الإزار معصية ، وكلّ من واقع معصية ، فإنّه يؤمر بالوضوء والصّلاة ، فإنّ الوضوء يطفىء حريق المعصية .** ''اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا معصیت ہے، جو بھی کسی معصیت میں مبتلا ہو گا، اسے وضو اور نماز کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ وضو معصیت (نافرمانی) کی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (التهذيب على سنن ابی داؤد : ۵۰/۶)

علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **لعلّ السّرّ في أمره بالتّوضّىء ، وهو طاهر ، أن يتفكّر الرّجل في سبب ذلك الأمر ، فيقف على ما ارتكبه من شنعاء ، وأنّ الله تعالىٰ ببركة أمر رسول الله صلّى الله عليه وسلّم طهارة الظّاهر ، يطهّر باطنه من التّكبّر والخيلاء ، لأنّ طهارة الظّاهر مؤثّرة في طهارة الباطن .**

''باوضو انسان کو وضو کا حکم دینے میں شاید یہ حکمت پنہاں ہو کہ (دوبارہ وضو کرنے کے بارے

میں) حکم میں وہ غور وفکر کرے، جس بُری حرکت کا وہ مرتکب ہورہا ہے، اس پر خبردار ہو جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری طہارت کے حکم (کی تعمیل) کی برکت سے اس کے باطن کو تکبر اور افتخار وعُجب سے پاک کردے گا، کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔"

(شرح الطیبی: ۲/۲٦۸)

علامہ ابن العربی المالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **إنّ الصّلاة حال تواضع وإسبال الإزار فعل متکبّر، فتعارضا، وأمره له بإعادة الوضوء أدب له وتأکید علیه، ولأنّ المصلّی یناجی ربّه، واللّٰه لا ینظر إلی من جرّ إزاره، ولا یکلّمه، فکذلک لم یقبل صلاته.**

"نماز تواضع کی حالت ہوتی ہے، جبکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا متکبر آدمی کا کام ہے، یہ دونوں کام باہم متعارض ہیں۔ اس شخص کو وضو لوٹانے کا حکم اسے ادب سکھانے اور تاکید کرنے کا سبب ہے، کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات (سرگوشیاں) کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑا گھسیٹنے والے شخص کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس سے کلام کریں گے، اسی لیے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔" (عارضة الاحوذی: ۷/۲۳۸)

اس بات کی تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

(۱٦) سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنّ اللّٰه عزّ وجلّ لا ینظر إلی مسبل الإزار. "یقیناً اللہ تعالیٰ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے والے کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتے۔" (مسند الامام احمد: ۱/۳۲۲، سنن النسائی: ۵۳۳۵، مصنف ابن ابی شیبة: ۸/۳۸۸، وسندہٗ صحیحٌ)

حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: **من أسبل إزاره فی صلاته خیلاء، فلیس من اللّٰه فی حلّ ولا حرام.**

"جس نے تکبر کی وجہ سے نماز میں کپڑا لٹکایا، اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں (یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو حلال کریں گے نہ دوزخ کو حرام)۔" (سنن ابی داؤد: ٦۳۷، السنن الکبریٰ للنسائی: ۹٦۸۰، وسندہٗ حسنٌ)

اگر کوئی کہے کہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفہومِ مخالف تب ہوگا، جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ یہاں تو نص موجود ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا ہی تکبر ہے، لہٰذا جو بھی جان بوجھ کر کپڑا لٹکائے گا، وہ اس زمرہ میں آئے گا، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو۔

الحاصل : وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر کی وجہ سے) کپڑا لٹکانے کا ذکر ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر جو بھی کپڑا لٹکائے گا، کیونکہ بھول کر لٹک جانے سے تکبر ہوتا ہی نہیں۔ اور جان بوجھ کر کپڑا لٹکانا خود تکبر ہے، جیسا کہ حدیث سے واضح کیا جا چکا ہے۔

مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانا ممنوع و حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

✿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ستّة لعنتهم ولعنهم الله .... والتّارك لسنّتي .

''چھ شخص ایسے ہیں، جن پر میں نے لعنت کی ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہے۔۔۔(ان میں سے ایک) وہ شخص ہے، جو میری سنت کو چھوڑتا ہے۔'' (سنن الترمذی : ۲۱۵۴، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (۵۷۴۹) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۲۵/۲) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی الموال کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثقة مشهور . ''یہ مشہور ثقہ راوی ہے۔'' (المغنی للذهبی : ۶۱۴/۲)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **من ثقات المدنيّين .** ''یہ ثقہ مدنی راویوں میں سے ہے۔'' (فتح الباری لابن حجر : ۱۸۳/۱۱)

اس کا دوسرا راوی عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب ''مختلف فیہ'' ہے۔ راجح یہی ہے کہ وہ جمہور کے نزدیک ''حسن الحدیث'' ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں سنت سے مراد واجبی اور فرضی سنتیں، مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ڈاڑھی رکھنا، شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا وغیرہ مراد ہیں۔ اب جو بھی شخص جان بوجھ کر کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا، اس فرمانِ نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی لعنت سے دُور رکھے اور اپنی رحمت کا مستحق بنائے! آمین